بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِين نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين، وَ بَعْدُ:

002: القواعد الحسان - قاعدہ 01 : تفسیر کیسے کرنی ہے۔

(القاعدة الأولى: في كيفية تلقي التفسير)

"القواعد الحسان المتعلّقة بتفسير القرآن لفضيلة الشيخ الامام عبد الرحمٰن بن ناصر السّعدى رحمه الله"شرح اور تعلیق فضیلة الشيخ العلامة محمد بن صالح العثيمين رحمه الله۔

آج کے درس میں ہم پہلے قاعدے کے تعلق سے بات کرتے ہیں: القاعدة الأولى: في كيفية تلقي التفسير

تفسیر کیسے کرنی ہے اس کے تعلق سے ایک میں پہلے خلاصہ بتادوں پھر قاعدے پر بات کرتے ہیں تاکہ پتہ چلے کہ ہم کیا کہنے جارہے ہیں اور ہم کیا پڑھنے جارہے ہیں۔

پہلا قاعدہ جو ہے شیخ صاحب نے اسے مقدمے کے طور پر بیان کیا ہے،ایک عام قاعدہ ہے ایسا قاعدہ ہے جس میں کامیابی کی ضمانت ہے ہر معاملے میں کوئی معاملہ بھی ہو، آپ کامیاب ہونا چاہتے ہیں دنیاوی اُمور میں یا دینی اُمور میں اس قاعدے پر عمل کریں گے تو آپ کے لیے کامیابی کی ضمانت ہے، کیونکہ یہ سارے قواعد جو ہیں آپ کو دلیل کی روشنی نظر آئے گی دلیل ہوگی ہر قاعدے پر اور اس قاعدے کی جو دلیل ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا﴾ (البقرة:189)

(اور گھروں میں آؤ اُن کے دروازوں سے)

گھروں کی طرف جانا ہے یا گھروں میں جانا ہے یا گھروں کی طرف آنا ہے تو درواز وں کی طرف سے آیا جاتا ہے معنیٰ کیا ہے اس قاعدے کا؟ کہ آپ جو بھی کام کرنا چاہتے ہیں اُس کے اصولوں کے مطابق کام کریں اور ہر معاملے کے اپنے اپنے اصول ہوتے ہیں آپ اِن اصولوں کو ہاتھ میں لے کر قدم بڑھاتے جائیں گے کامیابی کے دروازے کھلتے جائیں گے، جب آپ اصولوں کے خلاف کوئی عمل کریں گے تو آپ کامیاب نہیں ہو پائیں گے۔ ہر چیز کے اصول ہوتے ہیں اور ہر چیز کی طرف جانے کے لیے ایک راستہ ہوتا ہے اور اس راستے کے لیے دروازہ ہوتا ہے جس کو آپ نے پار کر کے جانا ہوتا ہے، مثال کے طور پر:

1-آپ نے علاج کروانا ہے اپنے دل کا آپ کس کے پاس جائیں گے نیوروسرجن (Neurosurgeon) کے پاس جائیں گے جو دماغ کا آپریشن کرتا ہے؟! نفرولوجسٹ (Nephrologist) کے پاس جائیں گے جو کڈنی کا علاج کرتا ہے؟! اگر آپ جاتے ہیں معاشرے کے سب سے بڑے نیوروسرجن (Neurosurgeon) کے پاس آپ کا صحیح علاج کر پائے گا وہ دل کا علاج؟! ڈاکٹر تو بڑا ہے سب سے بڑا سرجن ہے تو جو اپنے دل کا علاج اس سے جا کر کروانا چاہتا ہے کیا اس کا علاج ہو سکتا ہے؟ نہیں!

وجہ کیا ہے؟اس نے راستہ غلط اختیار کیا ہے: ﴿وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا﴾۔

2-اسی طریقے سے آپ نے انجینئرنگ کا علم حاصل کرنا ہے اس کے لیے آپ کو انجینئرنگ کالج میں داخلہ لیناپڑے گا آپ داخلہ لیتے ہیں میڈیکل کالج میں اور بننا انجینئر چاہتے ہیں ممکن ہے؟! سوال ہی نہیں پیدا ہوتا!

3-آپ ٹاپ کرنا چاہتے ہیں (بعض بچے بڑے خواہش مند ہوتے ہیں ٹاپ کرنے کے لیے) پڑھتے ہیں نہیں ٹاپ کرنا ممکن ہے کیا؟!

اگر آپ ٹاپ کرنا چاہتے ہیں اچھے نمبر لے کر آنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے محنت کی ضرورت ہے کہ نہیں؟! جو چیٹنگ کر کے ٹاپ کرتے ہیں ٹاپ تو وہ بھی کرتے ہیں یا نمبر وہ بھی لے کر آتے ہیں لیکن جب عمل میں آتے ہیں تو پھر پیچھے رہ جاتے ہیں۔ عملی میدان میں آپ جو ہیں جو آپ کا کیریئر (Career) ہے عملی میدان میں وہ نہیں ہے جو آپ جھوٹی ڈگری لے کر آئے وہ یا چیٹنگ سے پاس ہوئے ہو وہ آپ کا اصل علم ہے جو آپ لے کر آئے ہو اُس پر آپ نے عمل کرنا ہے۔

تو یہ قاعدہ ہے اور بڑا پیارا قاعدہ ہے: ﴿وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا﴾: یہ عام قاعدہ ہے ہر چیز کے لیے۔

پھر جب ہم بات کرتے ہیں معاملات کی تو سب سے عظیم معاملہ ہے دین کا اور دین میں سب سے عظیم معاملہ ہے قرآن مجید کا جو ہمارا موضوع ہے، اور قرآن مجید کے تعلق سے قرآن مجید کی تفسیر اور صحیح فہم کی بات ہم کر رہے ہیں جس کے لیے ہم قواعد بیان کر رہے ہیں یہ سب سے عظیم بات ہے۔

قرآن مجید کی تفسیر کے بھی اصول ہیں کہ تفسیر کیسے کی جاتی ہے، جیسے ہر سائنس کے اصول ہیں تو قرآن مجید کی صحیح تفسیر کے اصول کیا ہیں جن کو ہم نے اپنانا ہے اور اُن کی طرف جانا ہے: ﴿وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا﴾: یہ قاعدہ ہے۔

سب سے بہترین تفسیر قرآن مجید کی کس نے کی ہے؟ سلف نے کی ہے۔

سلف کے سربراہ کون ہیں؟ صحابہ ہیں، تو صحابہ کی فہم کے مطابق تفسیر کرنے سے ہی تفسیر کا حق ادا ہوتا ہے صحیح تفسیر اگر آپ نے کرنی ہے۔

پھر صحابہ کیوں؟ کیونکہ صحابہ سب سے بہترین لوگ ہیں امت میں انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے بعد۔

وہ کیوں ہیں؟ کیونکہ وحی اُن ہی پر نازل ہوئی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب تھے براہِ راست علم حاصل کیا، علم عمل تقویٰ اور ہر خیر کے اعتبار سے وہ امت میں سب سے آگے ہیں اس لیے صحابہ سب سے بہتر ہیں۔

انہوں نے قرآن مجید کا علم کیسے حاصل کیا اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے؟ براہِ راست علم حاصل کیا۔

طریقہ کیا تھا؟ دس آیتیں پڑھتے تھے اور اُن دس آیتوں پر علم اور عمل کے بعد ہی (جب علم ہے صحیح فہم ہے اس پر عمل ہے) اور پھر اس کو حالات حاضرہ پر جو ہے عملی جامہ پہنانے کے بعد تو اپنا محاسبہ بھی کرتے تھے۔

(میں آگے بتاؤں گا شیخ صاحب نے چند باتیں بتائی ہیں تو طریقہ صحابہ کا جو ہے تفسیر کا وہی ہے)۔

یہ پہلے قاعدے کا خلاصہ ہے۔

آیئے دیکھیں شیخ صاحب کیا فرماتے ہیں، فضیلۃ الشیخ العلامہ عبدالرحمٰن بن ناصر السّعدی رحمہ اللہ کسی بھی اُمر کے تعلق سے فرماتے ہیں:

کوئی راستہ یا عمل اس کے اصولوں کے مطابق بجالانے میں کامیابی کی ضمانت ہے بشرطیکہ: "وأتاه من أبوابه وطرقه الموصلة إليه" جو اس کا صحیح راستہ اختیار کرتے ہیں اور صحیح طریقہ اپناتے ہیں)" فلا بد أن يفلح وينجح" (تو لازمی ہے کہ وہ فلاح پائے گا اور کامیاب ہوگا)" كما قال تعالیٰ: ﴿وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا﴾": سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر 189 کا جو حصہ ہے۔

یہ جو آیت ہے مزے کی بات دیکھیں کہ سورۃ البقرۃ میں یہ جو آیت ہے اس آیت سے پہلے روزے کے احکام اور مسائل ہیں اور اس آیت کے بعد جہاد اور حج کے احکام اور مسائل بیان کیے ہیں مختصراً یہ درمیان میں ہے یعنی روزے رکھنے ہیں تو شریعت کے اصول کے مطابق ہوگا، جہاد کرنا ہے اصولوں کے مطابق ہونا چاہیے حج کرنا ہے اصول کے مطابق۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اب روزے کی بات ہوئی پھر یہ بات بیچ میں کہاں سے آگئی دروازے ہیں گھر ہے داخل ہونا ہے پیچھے کی طرف سے نہیں جایا جاتا اور تقویٰ سے جوڑ دیا اللہ تعالیٰ نے؟! یہ اصول بیان فرما رہے ہیں اللہ تعالیٰ کہ ہر چیز کے اصول ہیں عبادت کے بھی اصول ہیں ان اصولوں کے مطابق عبادت کرتے رہو گے تو کامیاب ہوتے رہو گے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: "مطلب کی عظمت کے ساتھ اس اُمر کی تاکید ہو جاتی ہے اور بہترین طریقہ متعین ہو جاتا ہے اور قرآن مجید کی تفسیر کا علم سب اُمور میں سے سب سے عظیم علم ہے (جو ہمارا موضوع ہے)"۔

پھر فرماتے ہیں: "کہ قرآن مجید کی عظمت اور نازل ہونے کی جو بنیادی وجہ ہے یہ ہے کہ وہ تمام لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور ہر زمانے اور ہر جگہ کے لیے ہے: ﴿إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ﴾ (الاسراء:9)۔

پھر فرماتے ہیں: "پس لوگوں کو چاہیے کہ وہ قرآن مجید کا معنی جو ہے صحیح تفسیر جو ہے وہ ویسے حاصل کریں جیسے صحابہ کرام حاصل کیا کرتے تھے"۔ یعنی قرآن مجید کو سمجھنے کا صحیح طریقہ صحابہ کا طریقہ ہے صحابہ کا طریقہ کیوں ہے یا صحابہ کا طریقہ کیا تھا؟ فرماتے ہیں کہ دس آیتیں پڑھتے تھے یا اس سے زیادہ یا اس سے کم تجاوز نہیں کرتے تھے جب تک کہ صحیح معرفت حاصل نہ کر لیتے۔

کون سی صحیح معرفت؟

"من الإيمان والعلم والعمل" (ایمانیات عقیدہ کیا ہے اس میں سے علم کیا ہے، اور عمل اس میں کیسے کرنا ہے)" فينزلونها على الأحوال الواقعة يعتقدون بما احتوت عليه من العقائد والأخبار، وينقادون لأوامرها ونواهيها، يدخلون فيها جميع ما يشهدون من الحوادث والوقائع الموجودة بهم وبغيرهم، ويحاسبون أنفسهم": یہ طریقہ ہے اسے نوٹ کر لیں کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن مجید کو کیسے سمجھتے تھے یہ خاص طریقہ ہے اس میں سے دَس دَس آیتیں پڑھا کرتے تھے تجاوز نہیں کرتے تھے جب تک کہ ان دَس آیتوں میں سے:

(۱) اُن کی دلالت کو نہ جان لیں (تو آیت کی دلالت کو جاننا ہے اس میں اگر ایمانیات یا عقیدے کی بات ہے تو اس کو سمجھ لینا ہے)۔

(۲) اگر خبر ہے اس کی تصدیق کرنی ہے۔

(۳) اگر حکم ہے اس کی تعمیل کرنی ہے۔

(۴) اور اگر نہی ہے تو اس سے رُک جانا ہے پھر روزمرہ کی زندگی کے جو حالات حاضرہ ہیں ان پر اتارنا ہے۔

(۵)اور اپنا محاسبہ کرنا ہے۔

محاسبہ کیسے کرنا ہے بڑی پیاری بات سنیں ذرا شیخ صاحب فرماتے ہیں:

"هل هم قائمون بها" (کیا وہ جو پڑھ چکے ہیں اس پر عمل کرنے والے ہیں کہ نہیں؟)

"أو مخلون؟" (یا اس میں کوئی خلل تو نہیں ہے؟)

"وكيف الطريق إلى الثبات على الأمور النافعة" (اور جو نافع اُمور ہیں جو ہم نے پڑھے ہیں قرآن مجید سے ان میں ثابت قدمی کیسے مل سکتی ہے)

"وإيجاد ما نقص منها؟" (اور جو اس میں کمی ہے وہ کمی کیسے پوری کی جاسکتی ہے؟)۔

یعنی عمل تو کیا ہے کہیں پر کچھ کم ہے، پہلے دیکھیں عمل پورا کیا ہے کہ نہیں محاسبہ اپنا کریں:

(۱) پہلی بات عمل کرنے والے ہیں کہ نہیں؟ کرنے والے ہیں۔

(۲) پورا ہے مکمل ہے یا ناقص ہے؟

(۳) اچھا مکمل ثابت قدمی کیسے ملے گی؟ اگر ناقص ہے تو پورا کیسے کیا جائے گا یہ محاسبہ ہے۔

"وكيف التخلص من الأمور الضارة؟" (اور جو نقصان دہ چیز ہے اس سے کیسے بچنا ہے تاکہ صحیح عمل کیا جاسکے)۔

جب اس طریقے سے اپنا محاسبہ کرتے تھے تو نتیجہ سنیں نتیجہ کیا تھا؟

(۱)"فيهتدون بعلومه" ((نتیجہ دیکھیں آپ)تو جو بھی انفارمیشنز(Informations) ہیں جو علوم ہیں ان کی طرف ان کی رہنمائی ہو جاتی ہے ہدایت مل جاتی ہے۔

(۲)"ويتخلقون بأخلاقه وآدابه" (اور جو اخلاق اور آداب ہیں قرآن مجید کے وہ اُن میں سما جاتے ہیں(اُن کے اخلاق اور آداب قرآن مجید کے ہو جاتے ہیں))۔

(۳)"ويعلمون أنه خطاب من عالم الغيب والشهادة موجه إليهم" (اور جو بھی خطاب ہے قرآن مجید میں وہ یقینی جانتے ہیں وہ ان کے لیے ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے)۔یعنی:﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾:وہ دائیں بائیں نہیں دیکھتے کہ کسی اور کے لیے ہے وہ اپنے آپ کو سب سے پہلے رکھتے ہیں کہ ہمارے لیے ربّ کی طرف سے کچھ حکم آیا ہے اس کی ہمیں تعمیل کرنی ہے عالم الغيب والشهادة کی طرف سے ہے یہ اُن کی طرف ہے۔

(۴)"ومطالبون بمعرفة معانيه" (اور جب حکم پہنچا ہے تو مطالبہ کیا ہے؟ کہ معرفت ہو صحیح معرفت معنیٰ کی)۔

(۵)"والعمل بما يقتضيه" (اور جو اس کے متقاضی ہے اس کا عمل جو ہے وہ بھی کرنا ہے)۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ جس نے اس راستے کو اختیار کر لیا جس راستے کو اُن لوگوں نے اختیار کیا ہے:

"وجَدّ واجتهد في تدبر كلام الله" (اور جدوجہد کی اللہ تعالیٰ کے کلام پر غور و فکر کرنے میں تدبّر کرنے میں)

"انفتح له الباب الأعظم في علم التفسير" (اس کے لیے بہت بڑا دروازہ کھل جاتا ہے عظیم باب کھل جاتا ہے علم التفسیر میں)

"وقويت معرفته" (اور اس کی معرفت قوی ہو جاتی ہے)

"وازدادت بصيرته" (اور بصیرت بھی بڑھ جاتی ہے)

"واستغنى بهذه الطريقة عن كثرة التكلفات" (اور اسی طریقے سے بہت سارے تکلفات ہیں تفسیر میں وہ بھی ختم ہو جاتے ہیں اور ضرورت نہیں پڑتی اُن کی)

"وعن البحوث الخارجية" (اور جو ایکسٹرا (Extra) چیزیں ہیں اُن کو جاننا بھی لازمی نہیں رہتا)

"وخصوصاً إذا كان قد أخذ من علوم العربية جانباً قوياً" (خصوصی طور پر اگر وہ علم علوم العربیۃ جو ہے ان میں بہت اچھا اُس نے اور قوی جانب حاصل کیا ہو)۔

"وكان له إلمام واهتمام بسيرة النبي ۔ صلى الله عليه وسلم ۔ وأحواله مع أوليائه وأعدائه" (اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر اس نے گہری نظر ڈالی ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو احوال تھے اپنے دوست اور دشمنوں کے ساتھ)

"فإن ذلك أكبر عون على هذا المطلب" (تو اس سے بہت بڑی مدد مل جاتی ہے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے)۔

دو چیزیں ہیں:

1-ایک تو عربی کے علوم جو ہیں۔

2-اور پھر اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت جو ہے۔

جو شخص یہ علوم جانتا ہے اور صحابہ کے طریقے کو اپناتا ہے تفسیرِ قرآن کے لیے دَس آیتیں ایک موضوع کے تعلق سے ہیں اب دَس آیتوں کا ذکر کیوں ہے یہاں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ دَس آیتیں کیوں ہیں؟ دیکھیں قرآن مجید میں ایک سورۃ اگر دیکھیں آپ ابھی جیسے مثال میں نے دی ہے کہ روزے کا ذکر ہے پھر روزوں میں دعا کی بات آئی ہے بیچ میں پھر روزوں کی بات ہے، اب دعا روزوں کے بیچ میں کیوں آئی ہے؟ یہ ایک پیغام ہے کہ دعا عبادت ہے اور جب آپ روزے میں ہیں رمضان میں کئی عبادات مل جاتی ہیں ایک مہینے میں تو دعا میں کبھی کمی نہیں ہونی چاہیے (پورا سال ہے دعا کے لیے لیکن یہاں پر بھی کمی نہیں ہونی)۔

تو دعا کا خاص اہتمام کرنا ہے اُس کے بعد پھر یہ قاعدہ ہے ﴿وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا﴾ اور پھر جہاد کا ذکر ہے پھر حج کا ذکر ہے؛

یہ چیزیں جو ہیں بعض لوگ کہتے ہیں: "کہ ابھی روزے کی بات ہو رہی ہے پھر سلسلہ ٹوٹ گیا ہے پھر اس کے بعد بات ہوئی ہے گھروں میں داخل ہونے کی پھر حج ہے پھر جہاد ہے تو ترابط نہیں ہے"۔ یہ کم علم لوگ ہیں کم فہم لوگ ہیں کس نے کہا کہ ترابط نہیں ہے؟! قرآن مجید تسلسل سے ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے ہے یعنی اس آیت کو کہاں پر ہونا چاہیے جو وحی لکھنے والے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے لکھتے تھے۔ سورتوں کی ترتیب جو ہوئی اس میں صحابہ کا اجماع ہے سیدنا عثمان کے زمانے میں (ترتیب سورتوں کی)، آیتوں کی ترتیب توقیفی ہے یہ وحی کے ذریعے آیتوں کی ترتیب ہے یہ نہیں کہ صحابہ نے خود ایسا کیا ہے، نہیں!

سورتوں کی ترتیب قرآن مجید میں اس پر صحابہ کا اجماع ہے (فرق سمجھیں آپ) اور اجماع حجت ہے لیکن آیتوں کی ترتیب کہ کس آیت کو کس سورۃ میں ہونا چاہیے یا کس آیت کو آگے پیچھے ہونا چاہیے کیونکہ قرآن مجید ایک وقت میں تو نازل نہیں ہوا نا، وقفے وقفے سے نازل ہوا ہے تو کون سی آیت کہاں ہونی چاہیے صحابہ کو کیا پتہ کہاں پر رکھنی ہے؟! اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کو حکم دیتے جو لکھنے والے تھے وحی کو کہ اس آیت کو یہاں پر درج کرنا ہے۔ تو تسلسل ٹوٹتا نہیں ہے بلکہ تسلسل مضبوط ہوتا ہے لیکن سمجھتے وہ ہیں جو سمجھنے والے ہوں۔

ایک اور مثال دیتا ہوں کہ جب سورۃ البقرۃ میں مصیبت کا ذکر آیا ہے:

﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ﴿١٥٥﴾ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿١٥٦﴾﴾ (البقرۃ:155-156)

یہ جو آیتیں ہیں دیکھیں ان آیتوں کے بعد فوراً کیا آیت ہے؟

﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَائِرِ اللَّهِ﴾ (البقرۃ:158)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ تسلسل ٹوٹ گیا ابھی بات مصیبتوں کی ہو رہی ہے صبر کی ہو رہی ہے: ﴿وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ﴾ اور پھر یہاں پر اچانک جو ہے تسلسل ٹوٹ گیا ہے اور یہاں پر بات شروع ہو گئی ہے ﴿الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ﴾ کی؟! تسلسل ٹوٹا نہیں ہے بلکہ مزید مضبوط ہوا ہے۔

الصّفا والمروۃ جو ہے اس کی تاریخ کیا ہے کس نے سب سے پہلے شروع کیا؟ سیدہ ھاجر علیہا الصلاۃ والسلام نے۔ اُس زمانے میں اگر آپ دیکھیں تھوڑا سا اوپر والی آیت جو ہے کہ قلت تھی خوف تھا اناج کی قلت تھی کھانے پینے کی قلت تھی پانی کا وجود تھا؟ نہیں تھا۔

صبر کیا کہ نہیں کیا؟! ﴿وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ﴾ میں شامل ہیں کہ نہیں؟!

تو یہ خوبصورتی ہے انداز بیان کی تسلسل کا انقطاع نہیں ہوا ہے یہاں پر بلکہ تسلسل کو مضبوط کیا ہے کہ دیکھیں جس نے بھی اس پر عمل کیا ہے اور اس راستے کو اختیار کیا ہے اور صبر سے کام لیا ہے ﴿وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ﴾ میں ہے۔ پھر یہ نہیں ہے دیکھیں کہ نام نہیں ہے بلکہ جو بھی حج اور عمرہ کرتا ہے وہ اس سنت کو زندہ کرتا ہے کس کی سنت ہے؟ اُمّ ھاجر علیہا الصلاۃ والسلام۔ کتنا خوبصورت انداز بیان ہے!

الغرض تاکہ درس سے باہر نہ جائیں تو شیخ صاحب یہ فرماتے ہیں کہ اُس کے لیے عظیم دروازہ کھل جاتا ہے علم تفسیر کا اور معرفت قوی ہو جاتی ہے اُس کی بصیرت بڑھ جاتی ہے اور تکلفات سے بھی وہ بے پرواہ ہو جاتا ہے اور جو خارجی بحوث ہیں اُن کی ضرورت بھی نہیں پڑتی خصوصاً اگر علوم عربیہ کی جانب قوی ہو اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اُس کا یعنی مطالعہ بھی اچھا ہو۔

اور جب بندہ جان لیتا ہے کہ قرآن مجید میں ہر چیز کا بیان ہے اور سارے مصالح اسی قرآن مجید میں موجود ہیں اور قرآن مجید اُن کی وضاحت بھی کرتا ہے اور بیان بھی کرتا ہے اُس کی طرف یعنی بلاتا بھی ہے اور جو بھی نقصانات ہیں قرآن مجید ان سے منع کرتا ہے تو یہ قاعدہ اپنے نصب عین سے اُسے کرنا چاہیے اور جو بھی واقع ہیں سابق ہوں یا لاحق ہوں اُن کو لاگو کرنا چاہیے تو ایسے شخص کو جو ہے بہت سارے فوائد اور بہت سارے ثمرات حاصل ہوں گے۔

یہ ہے پہلا قاعدہ اور فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ کی جو تعلیق ہے وہ یہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو نازل فرمایا ہے لوگوں کی ہدایت کے لیے اور بینات ہدیٰ والفرقان کے لیے، اور بہتری کی طرف رہنمائی کرتا ہے قرآن مجید اور جب ہم اس پر ایمان لے کر آتے ہیں تو ہم پر یہ واجب ہو جاتا ہے کہ ہم قرآن مجید کی صحیح معرفت کا راستہ اختیار کریں اور ہم یہ اچھی طرح جان لیں کہ اگر ہم یہ راستہ اختیار کر لیں گے تو اللہ تعالیٰ ہمارے مقصد میں برکت عطا فرمائے گا، جو ہمارے نیک ارادے ہیں اللہ تعالیٰ وہ بھی پورے فرمائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝٢٩﴾(ص:29)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کتاب (یعنی قرآن مجید) ہم نے نازل کی ہے۔

﴿اِلَيْكَ﴾ (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر)

﴿مُبٰرَكٌ﴾ (بابرکت کتاب ہے)، کیوں؟

﴿لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝٢٩﴾ (تاکہ آیتوں پر غور و فکر کیا جائے اور جو عقلمند لوگ ہیں وہی نصیحت حاصل کرتے ہیں)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ جتنا انسان تدبّر کرتا ہے قرآن مجید میں اور اُس میں جو نصیحتیں ہیں وہ حاصل کرتا رہتا ہے تو اس میں بہت ساری برکتیں اُس کی عمر میں اُس کے عمل میں اور اُس کے یقین میں اور اُس کے ہر احوال میں برکت عام ہو جاتی ہے اور اس میں اگر دیکھنا چاہتے ہیں شاہد کے طور پر تو آپ یہ دیکھ لیں کہ جو عمریں تھیں "أعمار" یعنی جو عمریں تھیں جو ہم سے پہلے جو سلف تھے اس امت میں سے زیادہ لمبی عمریں نہیں تھیں (جیسے ہماری تھیں اتنی تھیں تقریباً) لیکن کس طریقے سے اس چھوٹی سی مختصر عمر میں خیر کثیر حاصل کر لیتے تھے اور ہمیں تعجب ہوتا ہے کہ کس طریقے سے وہ لکھتے تھے اور جو اُن کی کتابیں ہیں تصنیفات ہیں جو موجود ہیں وہ کس طریقے سے انہوں نے یہ سب کیا جبکہ وقت اُن کے پاس اتنا تھا جتنا کہ ہمارے پاس ہے،

اور پھر اُن کی اُس کے لیے جو تیاریاں ہیں وہ کیسے کیا کرتے تھے اور اُن کی سوچیں کس طریقے سے وہ یعنی اُن پر عمل کیا کرتے تھے، فرماتے ہیں کہ یہ سب جو ہے اس قرآن مجید کی برکت سے ہے تو ہمیں یہ چاہیے کہ ہم بھی اس کے لیے جدوجہد کریں محنت کریں اور اس کو اپنے یعنی جبڑوں سے مضبوطی سے تھامے رکھیں اور یہ اچھی طرح ہمیں جاننا چاہیے کہ جب ہم قرآن مجید کی آیتوں پر غور و فکر کریں گے اور نصیحت حاصل کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے طرف سے جو ہے وہ دنیا اور آخرت کی سعادت حاصل ہو گی، اور یہ ہمارے سلف صالحین ہیں صحابہ جو ہیں (رضی اللہ عنہم أجمعین) دس آیتوں سے زیادہ نہیں تجاوز کرتے تھے جب تک کہ اُن کا علم اور عمل جو ہے وہ حاصل نہ کر لیں تو قرآن مجید کا علم جو ہے وہ لفظاً حاصل کیا ہے اور علم اور عمل اُس پر عمل بھی کیا ہے دونوں حاصل کر لیے ہیں، اُن میں سے کوئی ایسا شخص تھا یعنی بعض صحابہ میں سے سورۃ البقرۃ اور سورۃ آل عمران جو ہے پڑھتے تھے اور کئی سال لگا دیتے تھے (شیخ صاحب فرماتے ہیں) وہی پڑھتے رہتے تھے اور اُس میں سے بہت سارے عظیم ہو جاتے تھے اور اُن کا بڑا مقام ہو جاتا تھا کیونکہ وہ ایسے نہیں پڑھتے تھے جیسا کہ ہم آج پڑھنے والے ہوتے ہیں صرف ہم الفاظ پڑھتے ہیں جو اپنی زبانوں پر لے کر آتے ہیں ہم لوگ جو ہمارے دلوں تک بعض اوقات نہیں پہنچتے لیکن وہ اس طریقے سے نہیں پڑھتے تھے وہ پڑھتے تھے غور و فکر کرنے کے لیے اور عبرت حاصل کرنے کے لیے، اور جس چیز نے برکت کو ہماری زندگی سے یا علم سے نکالا ہے وہ یہ ہے کہ ہم پڑھتے ضرور ہیں لیکن

عمل نہیں کرتے اور نصیحت حاصل نہیں کرتے اور جب عمل نہ ہو نصیحت قرآن مجید سے حاصل نہ کی جائے تو پھر برکت قرآن مجید کی باقی نہیں رہتی۔ شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ یہی اس قاعدے کا خلاصہ ہے (واللہ أعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس 02: القواعد الحسان - پہلا قاعدہ سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio